Presented by www.ziaraat.com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

عنوان؟

نازک موضوع پر حسین بحث
اور مشکل مسئلہ کا آسان حل

تحریر

عبد الکریم مشتاق

خوشنویس

عارف عباس

Presented by www.ziaraat.com

پیغامِ ربّانی

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت اور گمراہی کی راہیں واضح کر دی گئی ہیں۔ اب جو طاغوت (شیطان)، کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ایسے مضبوط رشتے سے وابستہ ہو جاتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔"

(القرآن المجید)

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم وآلہ الرحیم

عنوان ؟

احقر جس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہے - وہ اتنا نازک ہے کہ کوئی موزوں عنوان تجویز کرنے میں دقت محسوس ہو رہی ہے مگر امید رکھتا ہوں کہ اگر مقصد بیان کروں گا تو مطلب واضح ہو جائے گا - مدعا یہ ہے کہ حقانیت اسلام کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ متعدد فرقوں اور لاتعداد تفرقات و اختلافات باہمی کے باوجود مسلمان قوم کی "قوتِ اجتماعی" محفوظ ہے -

اکثر اربابِ سخن یہ بحث کرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فرقہ داری کو فروغ حاصل ہو رہا ہے اور خصوصاً ہمارے

ملک میں یہ تفریق کچھ زیادہ ہی بڑھ رہی ہے۔ دانشوروں کی رائے ہے کہ ہمیں اس فرقہ واریت کو محدود کرنا چاہیئے اور اس غیر معتدل رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کا بندوبست اجتماعی طور پر کرکے قوم کی مرکزیت بحال کرنا چاہیئے۔

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

جب ہم اس پر سوچ وبچار کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ بات غور طلب ہے کہ فی الحقیقت دین اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ البتہ تعبیرات اور اختلاف آراء کی تعداد زیادہ ہے۔ بعض لوگوں نے محض اختلاف رائے ہی کو جدا فرقہ قرار دے کر ملت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیش کیا حالانکہ اگر رسمی طور یا کثرتِ استعمال کے پیش نظر بھی غور کیا جائے تو ہم اسلام میں دو سے زیادہ فرقے نہیں پاتے ہیں۔ "اہلِ سنۃ" اور "شیعہ" جب کہ خاکسار کے نزدیک اگر کڑے معیار پر ان دونوں کو جانچا جائے تو یہ بھی درحقیقت دو فرقے نہیں بلکہ دو موقف یا دو شاخیں ہیں۔ یعنی اسلام کی اصولی

Presented by www.ziaraat.com

حقیقتوں پر مسلّمہ طور سے متفق ہیں۔ اور اس ضمن میں بڑا اختلاف " خلافت و امامت " ہی پر ہے۔ لیکن اس پر بھی اگر سوچا جائے تو یہ نزاع بھی محض " طرزِ حکومت " پر ہے ورنہ ضرورت امام یا خلیفہ سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے "طرزِ حکومت پر بھی اتحادِ امکانی موجود ہے۔ محور " کتاب و سنت " ہر دو کے لیے قابلِ قبول ہے۔ جھگڑا صرف دو تعبیروں کا ہے ورنہ دونوں کے نزدیک " اسلام " ایک حقیقت ہے۔ فروعات میں جو اختلافات ہیں ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو بہرحال فروعی ہوں گے۔

اس قسم کے اختلافات ہر قوم میں موجود ہیں۔ اگر جائزہ لیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا بہت آسان ہے کہ اس کی بنیادی وجہ محض افراد، اقوام اور افواج کی خود غرضیاں ہیں۔ حرص و ہوس کی پرستش، عدل، توکل اور قناعت سے کنارہ کشی، چنانچہ اسی سبب سے تاریخ بنی نوع انسان میں اتنا وسیع قتل کا بازار گرم رہا ہے کہ اس خون سے سمندر کا پانی سرخ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

آدمی اندر جہانِ ہفت رنگ
ہر زماں گرمِ فغاں مانندِ چنگ

بہرکیف میرا مقصد اس مقام پہ ان تشریحات کو بیان

Presented by www.ziaraat.com

کرنا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ "تعبیری موقف" اور "فرقے" میں جو فرق ہوتا ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے گا تو اسلام میں اتنے فرقے نظر نہیں آئیں گے جتنے کہ قلم کاروں نے صفحات کتب پر پیدا کر دیئے ہیں۔ فرقوں کی زیادتی کا تاثر اس وجہ سے ملتا ہے کہ ایک ہی نظریہ یا موقف کے شاخ در شاخ سلسلوں کو بھی فرقہ کہہ دیا جاتا ہے پرانی کتابوں میں مسلمانوں کے جو نام نہاد فرقے لکھے گئے ہیں ان کی تعداد کافی زیادہ ہے لیکن اگر ان کو غور سے دیکھا جائے تو میرے نزدیک پانچ سے زائد نہیں ہوتے۔ چنانچہ ابوالحسن الاشعری کی کتاب "مقالات الاسلامیین" میں اصولی طور پر پانچ فرقے نکلتے ہیں۔

(۱) اہل سنت (یعنی اصحاب الحدیث، اہل الحدیث مسالک اربعہ مشہورہ)

(۲) شیعہ

(۳) خوارج

(۴) المرجیۂ

(۵) المعتزلہ

مگر دور حاضر میں خوارج کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ معتزلہ نام کا فرقہ بھی فی الوقت موجود نہیں ہے۔ اسی طرح مرجیۂ بھی دیکھنے میں نہیں آتا ہے۔ اگر وجود ملتا ہے تو ان دو ہی کا سنی یا شیعہ۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر بدقسمتی سے لوگوں نے ذیلی وضمنی شاخوں کو بھی فرقہ بنا دیا ہے اور رواج کے مطابق ان کو بھی جدا فرقہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ ہوا یہ ہے کہ متقدمین نے محض ذیلی اختلاف رائے رکھنے پر بھی لوگوں کو فرقہ کا نام دے دیا۔ بعض حضرات نے محض عقیدت میں ۷۳ فرقوں والی حدیث کے تحت اس تعداد کو پورا کرنے کے لیے فرضی فرقہ سازی کی۔ حالانکہ دیکھا جائے تو یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو یہ قرآنی حکم کے مطابق تفرقہ بازی کے خلاف تہدید ہے نہ کہ تائید۔

حکم ربانی ہے کہ

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بندی مت کرو۔"

اختلاف کیسے دور ہوں؟

اگر یہ حقیقت دل و دماغ سے قبول کی جائے کہ اسلام ایک ایسا معتدل دین ہے کہ فطرت سے ہم آہنگی اس کا طرہ امتیاز ہے تو کوئی ایسی معقول وجہ نہیں نظر آتی ہے کہ اختلاف رفع نہ کیا جا سکے۔ بلکہ بڑی آسانی

Presented by www.ziaraat.com

سے آئینہ فطرت میں عکس حقائق دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً
خلقتِ آدمؑ، یعنی ابتداءِ انسان پر غور کیا جائے تو
معلوم ہوتا ہے کہ رونا ایک فطری امر ہے کہ حضرت آدمؑ
جب اس زمین پر آئے تو پہلا کام جو اس سرزمین
پر اس انسانِ اوّل نے کیا وہ رونا ہے اور یہی وجہ
ہے کہ اب تک یہ سنت جاری ہے کہ جب بھی کوئی
آدم زاد اس جہانِ فانی میں قدم رکھتا ہے تو پہلے
روتا ہے اور وہ نہ روئے تو اس کو رلانے کی کوشش
کی جاتی ہے۔ اگر وہ نہ روئے تو اس کی حیات مشتبہ
قرار پا جاتی ہے۔ اس طرح جب وہ اس دنیا سے رخصت
ہوتا ہے تو اس کی آنکھوں سے نیر جاری ہوتا ہے۔
یعنی حیات و ممات کے ساتھ رونا ایک الوٹ انگ بن چکا ہے۔
اور یہ ایک طبعی و فطری امر ہے۔ اب جب رونے کی مخالفت
ہو گی تو ظاہر ہے کہ درحقیقت انکار فطرت ہو گا۔ اور کوئی بھی
نظریہ جو اس فطرتی امر کا مخالف ہو گا۔ غیر فطری ہو گا اور اسلام
جو کہ فطرت کا ترجمان ہے اس سے ٹکرا جائے گا۔

لا اور الا

اسی طرح فطرتی طور پہ انسان میں محبت و نفرت کے

Presented by www.ziaraat.com

جذبات طبعاً موجود ہیں اور اسلام کی پہلی دعوت یہی ہے کہ وہ "لا" اور "الا" کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کے ساتھ "اہل" و "نااہل" کا امتیاز کرے لائق عبادت کو معبود تسلیم کرے اور غیروں کا انکار کر دے۔

محبوب سے محبت رکھے اور عدو سے عداوت۔ انسان کا ازلی دشمن ابلیس ہوا اس سے اب تک عداوت جاری ہے شیطان انسانی بہروپ میں ہو یا جناتی روپ میں ہر شکل میں رجیم ہے۔ خلقتِ آدمؑ سے قبل انکار خلیفۃ اللہ سے پہلے ملائکہ کی سرداری، فرشتوں پر حکمرانی، عبادت و زہد اور عزازیل کی طویل تابع فرمانی کے قیاس پر اور رحمت خداوندی کی امید پر ابلیس سے نفرین نہ کرنا کبھی مستحسن نہ ہو گا۔ اس کی توحید پرستی اور اجتناب شرک کسی مراعت کا سبب نہ بن سکے گی۔

وسیع اختیارات کی ڈھیل کہ جسے چاہے اغوا کرے اس کی کثرت نفری اور اکثریت پر تسلط کسی جمہوری فائدہ کی مستحق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ راندۂ درگاہ ہی رہے گا۔ اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار جاری رہے گا۔

پس جب دشمن سے محبت کا مطالبہ کیا جائے گا تو یہ امر بھی غیر فطری ہو گا اور اسلام کو اس سے کوئی علاقہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح جب آپ فطرت اور اسلام کو میزانِ تحقیق بنائیں تو تلاشِ حق کی راہیں آسان نظر آنے لگیں گی۔

Presented by www.ziaraat.com

ناجی فرقہ

اگر دنیا کے تمام مذاہب اور فرقہ ہائے اسلام کی تحقیقات کی جائے تو اس دور میں یہ مہم جوئے شیر لانے سے بھی مشکل ہے۔ آج کل کسی کے پاس اتنا وقت کہاں کہ وہ صرف و نحو سیکھے، علم و معنی و کلام کی تعلیم حاصل کرے۔ علم بیان سے واقفیت پیدا کرے۔ صحاح ستہ و کتب اربعہ جیسی ضخیم کتب کا مطالعہ کرے۔ تفاسیر دیکھے، اس کی عمر بیت جائے مگر یہ دریا عبور نہ ہو سکیں۔ لہٰذا سہل طریقہ یہی ہے کہ فطرت سے اپنے عقائد و اعمال کا موازنہ کرکے حق و باطل میں شناخت کرے۔

حدیث مشہورہ ہے کہ ۷۳ فرقوں میں کا ایک فرقہ ناجی ہے یہ اس ضمن میں بڑی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ اس حدیث سے ازخود یہ بات ماخوذ ہو جاتی ہے کہ ۷۲ کے مقابلہ میں ایک کامیاب ہے۔ یعنی اقلیت کو اکثریت پر کامیابی ہے۔

لیکن اس میں رہنمائی کا مفید نکتہ دستیاب ہے کہ ۷۳ فرقوں کے عقائد و اصول کا ایک جدول مرتب کر

لیا جائے۔ جب اس فہرست پر نظرِ ثانی کی جائے گی تو ۷۲ کے عقائد مشترک نظر آئیں گے۔ یعنی توحید، رسالت اور قیامت پر کسی بھی فرقہ میں اصولی اختلاف دکھائی نہ دے گا۔ لیکن ایک فرقہ ان سب سے جدا نظر آئے گا کہ اس میں اضافی عقائد تحریر ہوں گے۔ اب عقل یہاں مجبور کر دیتی ہے کہ ۷۳ کا متفقہ سرمایہ زادِ راہ نجات کے لیے ناکافی معلوم ہوتا ہے۔ ۷۲ کا اتحاد کلّی ہے جبکہ ایک سے ۷۲ کا کچھ اختلاف ہے۔ مبشر فرقہ ایک ہے جو ۷۲ سے کچھ زائد سرمایہ عقائد رکھتا ہے۔

تو اب انصاف خود کیا جائے کہ بشارت کس کے لیے ہے، ایک کے لیے یا ۷۲ کے لیے۔ یہ ایک ایسی کسوٹی ہے کہ بغیر کسی دقّت کے بہت تھوڑے وقت میں ناری و ناجی کا امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ اگر نیت نیک ہو تو تلاشِ راہ حق میں تمام رکاوٹیں دور ہو سکتی ہیں۔ تھوڑا غور و تدبّر درکار ہے۔ ہٹ دھرمی اور تعصب سے اجتناب کی ضرورت ہے۔ بس نہ کسی وسیع مطالعہ کی احتیاج ہے نہ کسی علامہ و مجتہد کو تکلیف دینے کی ضرورت ہے۔ اپنے نفس و ضمیر کو رہنما بنا کر نجات کا فیصلہ کر لیا جائے۔ کیونکہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس کو معرفتِ خدا حاصل ہو گئی۔!

ہم کسی پر جبر و اکراہ کرنے کے قائل و عامل نہیں ہیں نہ ہی ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ لوگ بغیر سوچے سمجھے ہماری باتوں کو مان لیں اور ہمارے حلقہ میں شامل ہو جائیں۔

ہماری دعوت اسی حد تک ہے کہ ہم جو عرض کر رہے ہیں۔ اس کو توجہ سے سماعت کیا جائے۔ اگر توفیق الٰہیہ نصیب ہو تو غور و فکر کر لیا جائے۔ ناگوار گزرے تو درگزر کریں۔

راقم الحروف کو اس بات کا اعتراف ہے کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی ملّت کے مختلف مسالک کا کسی ایک مسلک میں ضم ہو جانا ممکن نہیں ہے اور یہ کوشش فی الحال بارآور ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ تاہم تمام مسلمان جماعتیں اپنی انفرادی وحدتوں کے باوجود بھی آپس میں اجتماعی طور پر متحد ہو سکتے ہیں اور یہ اتحاد امت مسلمہ کے لیے اشد ضروری ہے۔

موجودہ دور میں جب کہ غیر معتدل فرقہ واریت مسلمانوں کے لیے بڑا داخلی خطرہ بن کر سر پر منڈلا رہی ہے۔ اس بحث پر کچھ کہنا ایسا ہی ہے کہ کسی خاردار وادی سے رات کے اندھیرے میں دامن بچا کر چلنا۔ اگر یہ کوشش کی جائے کہ فرقہ داری کو ختم کر دیا جائے تو یہ امر محال ہے۔ اس وقت دینی و ملّی خیرخواہی کا تقاضا یہی ہے کہ اس نازک صورت حال اور آزمائشی

Presented by www.ziaraat.com

دور میں مایہ الاشتراک کے اصول پر کاربند رہا جائے۔

تاریخ اسلام میں اکثر شواہد ایسے ملتے ہیں کہ علمائے عظام کا ایک گروہ مرکزی دینی عقائد کے اشتراک کے اصول پر مختلف مسالک اور مذاہب کے درمیان موافقت و مطابقت پیدا کرتا رہا۔ اور اس امر کے اثبات موجود ہیں کہ شیعہ و سنی فرقوں کو قریب تر لانے کی کوششیں ہوئی ہیں۔ جو اکثر بارآور ثابت ہوتی رہی ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کوشش مملکتِ خداداد اور اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی سرزمین پر بھی ہوئی اور اس نیک سعی کا مقصد موجودہ فرقوں میں باہمی حدود عادلہ کا تعین تھا تاکہ فرقہ وارانہ تعصب کا سدباب ہو سکے اور ملت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔ ہمارے نزدیک اگر معقول مصالحتی اور مدافعتی رویہ اختیار کر کے مذکورہ کوشش میں تجویز کردہ اقدام پہ عمل کیا جائے۔ تو اتحادِ ملی میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔

۲۲ نکات

میری مراد پاکستان کے جید علماء کرام کے اُن ۲۲ نکات سے ہے جو ۱۹۵۱ء میں تمام اسلامی مکاتبِ فکر

Presented by www.ziaraat.com

کے نمائندہ علمانے کراچی میں منعقدہ ایک کنونشن میں متفقہ طور پر تجویز فرمائے۔ یہ کنونشن ۲۱ جنوری سے ۲۴ جنوری 1951ء تک ہوا تھا۔ جس میں اسلامی مملکت کے لیے وہ بنیادی اصول وضع کیے گئے جن پر آئین ریاست مبنی ہونا چاہیے۔

یہ ۲۲ نکاتی اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دنیا کی ہر شے اور نظام پر آخری اور حتمی حاکمیت صرف اللہ رب العالمین کی ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی یا لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصولوں اور مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیت کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام

کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بنائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء اعلا اور مسلم اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلاامتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن علاج معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہو گی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پہ بے روزگاری، بیماری یا دوسری وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

شہری حقوق

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو آزادیٔ اظہار رائے۔ آزادیٔ نقل و حرکت آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع یکسانی

Presented by www.ziaraat.com

اور رفاہی اداراتِ سے استفادہ کا حق

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کے سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلم اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔ انہیں اپنے ہم مسلک افراد کو اپنے مسلک کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہو گا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہو گی۔ اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہو گا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی

Presented by www.ziaraat.com

ہو گی۔ اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ (۷)
میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک
اور مسلم باشندگان مملکت سب برابر کے شریک
ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ جس کے
تقویٰ، علم وفضل اور صائب رائے پر جمہور یا ان
کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔
البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا
جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت آمرانہ نہیں بلکہ شورائی ہو
گی یعنی وہ ارکان اور منتخب نمائندگان جمہور سے
مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ
دستور کو کلیتہً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے
بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہو گی
وہی کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی
مجاز ہو گی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے
برابر ہو گا۔ اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ

Presented by www.ziaraat.com

ہوگا۔

۱۸۔ ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے بنیادی اصولوں اور اسلامی ریاست کے لیے نقصان کا باعث ہوں۔

۲۱۔ مملکت کے مختلف علاقے اور صوبے مملکت واحدہ کے انتظامی اجزاء متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی وحدتوں کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوں گی۔ جنھیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع اختیارات تفویض کیے جائیں گے مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

"اسلام" ایک ایسا امن و سلامتی کا دین ہے کہ اس کے سانچے میں ڈھلا ہوا معاشرہ ایسی نظیریں پیش کرتا ہے جہاں شیر و بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے دکھائی دیتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے آج کل ہمارے ملک میں نفاذِ نظامِ اسلام کی کوششیں جاری ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ ہمارے دین نے دورِ جاہلیت کی صدیوں کی دشمنیاں چند دنوں میں ختم کر دیں اور خون کے پیاسے ایک دوسرے پر خون چھڑکتے نظر آئے۔ وحشی جیسے قاتل امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سایہ رحمت میں امان مل گئی۔ ابوسفیان جیسے کٹر دشمنِ رسولؐ کے گھر کو دارالامان قرار دے دیا گیا۔ خونی و قاتل لوگوں کو معاف کر دیا گیا۔ ہندہ جیسی درندہ صفت عورت کہ جس نے سیدالشہدا عمِ رسول ودُسرا کا کلیجہ چبایا تھا اور لاش اقدس کو مُثلہ کر کے گلے میں ہار سجایا تھا۔ جب اسلام میں داخل ہوئی تو مساوی حقوق کی مستحق ٹھہرا دی گئی۔ ایسے دین کے دعویدار اب اپنے ہی دینی بھائیوں کے بیری نظر آتے ہیں۔ یہ عناد و عداوت کم سے کم اسلامی ہرگز نہیں ہے۔ مسلمان کو یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ محض کسی اختلاف رائے کے باعث کسی دوسرے مسلمان سے برسرِ پیکار ہو۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان سلطنتوں کے زوال کا سبب عموماً یہی داخلی خلفشار اور اندرونی انتشار ہی

رہا ہے اور جو قوم اپنی تاریخ سے عبرت حاصل نہیں کرتی وہ دنیا میں اپنا وقار کھو دیتی ہے۔ موجودہ سیاسی حالات کے تحت اور بین الاقوامی خارجہ خطرات کے پیشِ نظر یہ حقیقت اٹل ہے کہ مسلمانوں میں "اتحاد و یک جہتی" قائم رہے۔ دشمن کا شروع سے پھوٹ ڈال کر حکومت کرنے کا عزم رہا ہے۔ اور اکثر اس حربے میں وہ کامیاب بھی رہا ہے۔ اور ہم ناقابلِ تلافی نقصانات برداشت کر چکے ہیں۔ حدیث پیغمبر ہے کہ "مومن ایک بل سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا ہے"۔ افسوس ہے کہ دعویدارانِ ایمان بے اتفاقی کے سوراخ سے متعدد مرتبہ گزند اٹھانے کے باوجود بھی ہوش میں نہیں آ رہے۔

اگر تھوڑا "صبر و تحمل" کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارا اتحاد مستحکم نہ ہو۔ ہٹ دھرمی اور ضد، جبر و اکراہ اور دوسرے پر رائے تھوپنے جیسے قبیح امور سے اجتناب برتنے سے ہم آپس میں بھائی چارے کی خوشگوار فضا پیدا کر سکتے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور دوسرے کے عقیدے کو چھیڑو نہیں اگر ہم غیر مسلم باشندوں کے ساتھ معاشرتی، تمدنی اور اخلاقی راہ و رسم خوش اسلوبی سے بحال رکھ سکتے ہیں تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ آپس میں مواخاۃ قائم نہیں رکھ سکتے۔ کیوں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہم سب کا خدا ایک، قرآن ایک، رسولؐ ایک، دین ایک شریعت ایک مگر افسوس سب

Presented by www.ziaraat.com

ایک ہو کر بھی مسلمان ایک نہیں ہے۔

توحید کی تعلیم کا پرچار کرنے والا گروہ خود وحدت سے بیگانہ ہوا جا رہا ہے۔ اسلام کا دعویدار "سلامتی" کا منکر ہے۔ دشمنوں سے شفیق رسولؐ کے کلمہ گو، کلمہ گو بھائیوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ جنت کی متمنی امت نے معاشرہ کو جہنم سے زیادہ اذیت ناک بنا رکھا ہے

کاش! کبھی مسلمان خود کی پہچان کرے۔ اپنے مقام کو سمجھے۔ دنیا کو "درسِ امن" دینے والی قوم اپنے "ملی سکون" کو تلاش کرے۔

تو پھر اس کا کھویا وقار واپس مل جائے۔ زوال عروج میں بدل جائے۔ زحمت رحمت میں تبدیل ہو جائے انعامات خداوندی اتفاق کی برکت سے جاری و ساری ہو جائیں۔!

چنانچہ ہم دعا گو ہیں کہ رب العزت تمام مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ان کی کوتاہیاں اور غفلتیں معاف فرمائے اور ان میں ایسا قابل رشک اتحاد پیدا کرے کہ دشمن ہاتھ ملتا رہے۔ کھٹے دانت پیستا رہے اور اپنے عزائم جو خاک میں ملے پائے ان کی مٹی اپنی آنکھوں میں جھونک کر تاقیامت شرم کے پانی سے شرابور ہو۔

۲۲ نکات کے مرتبین علماء لائق صد آفرین اور قابلِ تحسین ہیں کہ انہوں نے نہایت ہی اہم اور صحیح قدم

Presented by www.ziaraat.com

اٹھانے کی سعی فرمائی لہٰذا ان صاحبانِ فراست، دردمندانِ ملّت اسلامیہ اور محسنین پاکستان کے اسماء گرامی کی فہرست پیش کر کے ہم ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔ اللہ ان کو اجر نیک عطا فرمائے۔

تمام گمراہیوں سے نجات کا

صرف ایک راستہ

مصنف :- عبدالکریم مشتاق

۱۹۷۷ء کی بہترین کتاب، جو جملہ مادی و روحانی مسائل کا تسلی بخش حل پیش کرتی ہے۔ موت کا علاج بتاتی ہے

قیمت :- ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

رحمت اللہ بک ایجنسی، بیبئے بازار کھارادر کراچی ۲

Presented by www.ziaraat.com

علمائے کرام

جن علماء کرام نے اس کانفرنس میں شرکت فرما کر مندرجہ بالا نکات کی متفقہ طور پر سفارش کی ہے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱. مولوی سید سلیمان ندوی مرحوم

۲. مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم

۳. مولوی مفتی محمد شفیع مرحوم

۴. مولانا مفتی جعفر حسین مجتہد

۵. پروفیسر عبد الخالق

۶. مولوی محمد ظفر احمد انصاری

۷. مولوی شمس الحق عثمانی

Presented by www.ziaraat.com

۸۔ مولوی احتشام الحق تھانوی مرحوم

۹۔ مولوی بدر عالم

۱۰۔ مولوی محمد یوسف بنوری

۱۱۔ مولوی محمد عبدالحامد بدایونی مرحوم

۱۲۔ مولوی محمد ادریس مرحوم

۱۳۔ مولوی خیر محمد مرحوم

۱۴۔ مولوی مفتی محمد حسن مرحوم

۱۵۔ پیر مانکی شریف محمد امین صاحب حسنات مرحوم

۱۶۔ حاجی خادم الاسلام محمد امین خلیفہ حاجی ترنگ زئی ضلع پشاور

۱۷۔ قاضی عبدالصمد سربازی

Presented by www.ziaraat.com

۱۸۔ مولوی اطہر علی

۱۹۔ مولوی ابوجعفر محمد صالح

۲۰۔ مولوی راغب احسن مرحوم

۲۱۔ مولوی محمد حبیب الرحمٰن

۲۲۔ مولوی محمد علی صاحب جالندھری مرحوم

۲۳۔ مولوی سید محمد داؤد غزنوی مرحوم

۲۴۔ علامہ مفتی حافظ کفایت حسین مرحوم

۲۵۔ مولوی محمد اسماعیل (اہلحدیث) مرحوم

۲۶۔ مولوی حبیب اللہ صاحب

۲۷۔ مولوی احمد علی صاحب مرحوم (امیر انجمن خدام الدین لاہور)

Presented by www.ziaraat.com

۲۸۔ مولوی محمد صادق صاحب

۲۹۔ مولوی محمد شمس الحق فرید پوری

۳۰۔ مولوی مفتی محمد صاحب داد صاحب

۳۱۔ پیر صاحب محمد ہاشم مجددی

Presented by www.ziaraat.com

اس وقت ہمارے ملک میں "تحریک نفاذ فقہ جعفری" جاری ہے ۔ ملتِ جعفریہ کا یہ مطالبہ فطری طور پہ معقول ہے ۔ اور اصولی لحاظ سے مبنی برحق ہے لیکن بعض بودے اندیشوں اور کچھ شر پسند عناصر کی سازشوں کے جال نے اس نزاع پہ حکومت اور طالبین کے درمیان بداعتمادی کی فضا پیدا کر رکھی ہے اور سرد جنگی اور مہلک گھٹن کا سماں نظر آتا ہے ۔ اگر خلوص ایمان اور نیک نیتی سے ارباب اختیار اس مسئلہ کا پر وقار اور منصفانہ حل تلاش کرنا چاہیں تو یہ بالکل آسان بات ہے کہ اس مطالبہ کا منقولہ بالا نکات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے اور دفعہ (۹) کے تحت پیروکاران فقہ جعفری کی مذہبی آزادی کا مسلمہ حق خندہ پیشانی سے تسلیم کیا جائے ۔ تاکہ ملی یک جہتی قومی اتحاد ، اجتماعی تنظیم مجروح نہ ہوں ۔ بلکہ یقین محکم اور اعتماد مستحکم قائم رہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

ملک پاکستان اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک ودلیعت ہے امانت ہے۔ اس کے حصول کی خاطر پاکستانیوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس وقت اس کو اسلام کے قلعہ کی حیثیت حاصل ہے لیکن بدقسمتی سے بیرونی دشمنوں کی سازشوں اور اندرونی بدخواہوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب جس قدر نقصان اس ترقی پذیر ملک کو ہوا ہے شاید ہی کسی دوسری مملکت کو ہوا ہو۔ سانحہ ۱۹۷۱ء ساری دنیا کے سامنے ہے۔ ملک کا ایک بازو جدا ہو گیا۔ ایک لاکھ فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ہزیمت کا یہ عالم ہے۔ آج بھی اس تصور سے نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس کا بنیادی سبب اور مرکزی باعث آپس کی ناچاقی تھی۔ جسے صوبائی تعصب کا نام دیا جاتا ہے۔ مذہبی تعصب، صوبائی تعصب سے بھی زیادہ خطرناک بلکہ مہلک مرض ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم اس بیماری میں مبتلا ہو گئے تو نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

اس میں شک نہیں ہے کہ پاکستان کے حصول میں شیعہ و سنی ہر دو کا مشترکہ حصہ ہے۔ سب نے یکساں قربانیاں دی ہیں۔ لہٰذا اس دولت خداداد پر ہر مسلمان خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ برابر کے حقوق کا حقدار ہے۔

اسلام نے حقوق کی پاسداری کرنے کا خصوصاً لحاظ رکھا ہے اور ان کی ادائیگی میں دشمن اسلام

Presented by www.ziaraat.com

یک کی حق تلفی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اگر ہم سچے مسلمان ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق کی حفاظت بدل و جان کریں۔ چاہے وہ حق مدنی بودو باش سے متعلق ہو اور خواہ وہ مذہبی آزادی کے تقاضے ہوں۔ تحفظ حقوق ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔

یہ محرم الحرام کا مہینہ ہے۔ شہر امن ہے کہ دورِ جاہلیت میں جبکہ لوگ انسان کے خون کو مچھر کے خون سے بھی گھٹیا سمجھتے تھے اور ذرا سی بات پر خون کی ندیاں بہا دیتے تھے۔ ایسے وحشی کفار بھی اس ماہ میں "امن" و "قرار" کے پابند ہوتے تھے اور اس حرمت کے مہینے میں کسی قسم کا جھگڑا یا فساد نہیں کرتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان مذہبی اعتبار سے اس مہینہ کی حرمت کا اعتراف کرتے ہوئے بھی عملی طور پر احترام محرم نہیں کرتے۔ محرم کے آتے ہی شرپسند عناصر اپنے دانت تیز کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بے لگام زبانوں سے فضا کو مکدر کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا زہریلا پروپگنڈا شروع ہو جاتا ہے۔

ایسے افراد دراصل دین کے غدار ہیں کہ دین جس مہینے کو "امن کا مہینہ" بتلاتا ہے یہ دشمنانِ دین اس مہینے

کو فساد کا جھنڈ بنانے کی مذموم سازش کرتے ہیں ایسے ننگِ وطن لوگ نہ ہی دین کے خیرخواہ ہیں اور نہ ہی ملک و وطن کے خیراندیش۔ ان کا دھندا کالا ہے۔ یہ قومی اتحاد کو ڈھیلا کر کے دراصل اسلام دشمن آقاؤں کے ہاتھ مضبوط کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ نہ ان کو خدا کا خوف ہے نہ رسول سے شرم ہے اور نہ ہی قوم و ملک کا احساس ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے استدعا ہے کہ وہ ان کی باتوں پر کان نہ دھریں اور ملک کے استحکام، اہلِ وطن کی خوشحالی اتحاد و ملی اور اخوت کلی کو ہر مقام پر مقدم رکھیں۔ اسی میں فلاح و اصلاح ہے۔

وما علینا الا البلاغ

دُعا

"اے میرے اللہ!
اگر میں سوال کرنے سے عاجز یا
اپنی خواہشوں سے پریشان ہو جاؤں
تو میری صلاح کار کے لیے راہنمائی فرما
اور جب میں میری بھلائی ہو اس
طرف میرا دل موڑ دے کر یہ بات نہ تیرے
اصول ہدایت نمائی کے خلاف ہے نہ تیری
سربراہی کے لیے نئی ہے
یا اللہ!
مجھے اپنی عفو و بخشش کا اہل قرار
دے۔ انصاف و عدل کا نہیں"

(نہج البلاغہ)

Presented by www.ziaraat.com

التماس

"خداوند! محمد و آلِ محمد علیہم السلام، پر رحمت فرما۔ میرا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دے اور ہمیں ایمان کی کرامت مرحمت فرما اور عذاب جہنم سے بچا"

(آمین)

Presented by www.ziaraat.com